UNIVERSAL LIBRARY
OU_222237
UNIVERSAL LIBRARY

222237

٣٤٨٧ ٨٩٩٤٢٣٣٣
ع - ق
[illegible]

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵ ع ۳۳۳ Accession No. ۳۷۸۶

Author عبدالحمید ع - ت

Title فسانۂ عالم

This book should be returned on or before the date last marked below.

۶۸۷ مس

۵۵ ف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد خدائی بیچون را کہ خیمہ گردون
کہ جسنے ماہ منیر بنایا کس آب و تاب سے
چمکایا پہلے تو باریک سا ہلال نظر آیا جو دینون مین
رات جو دیکہا بدر عالمتاب پایا فرش مخملی زمین
پر کیا خوب بچہایا چادر اطلسی فلک پر ستارون
سے بیل بوٹی کا کام بنایا واہ ری تیری
قدرت اللہ تعالی یا تیری صنعت + نظامی +

تو نی کاسمان را بر فراختی + زمین را گذرگاه
او ساختی + کواکب تو بر بستی افلاک را +
بمردم تو آراستی خاک را + درود داوس صاحب
لولاک حبیب پاک پر کہ جسنے چشم نبوت سے
ایسا اوڑایا کہ تمامی ملل سابقہ کو مٹایا انگلی
چاند کو شق کیا کفار کا رنگ فق کیا ع
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر + صلی اللہ

علیہ وآلہ وصحابہ وسلم وسلام وصلوٰت آل طاہرین
و خلفای راشدین کے جناب مین کہ رکن نبوت
و اسلام ہین جنکے مدّاح خود رسول انام ہین +
سعدی نخستین ابوبکر پیر و مرید + عمر پنجہ پرپیچ
دیو مرید + خردمند عثمان شب زندہ دار +
چہارم علی شاہ دلدل سوار + خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ + اگر دعوتم رد کنی ور
قبول + من و دست و دامان آل رسول

سبب تالیف

ایکدن فلک قدر گردون وقار نواب
کیوان جناب آسمان رفعت برجیس منزلت
امیر ابن امیر رئیس ابن رئیس والا قباب
معلّے القاب یوسف جمال صاحب اقبال
نواب اقبال الدولہ سکندر جنگ محمد فضل الدین خان
بہادر عرف خواجہ بادشاہ دام اقبالہ وزاد جلالہ نے
مسند اقبال پر جلوہ فرمایا اپنے اپنے رتبہ سے
ہر شخص آداب بجالایا تہوڑی دیر کے بعد خدام کی
طرف خطاب ہوا سرگرم گہر فشانی وہ گردون
قباب ہوا قصّہ شاہزادۂ بدر عالم و ملکۂ ماہ منیر
مختصر طور پر بکمال فصاحت زبان خوش بیان
سے ارشاد فرمایا ہر شخص کو شاد فرمایا یہہ ہیچ
مچ زبان ہیچمدان عبد الحمید ہمہ تن شوق متخلّص

بفوق خاکسار قدیمی دعاگوی صمیمی ساکن بلدهٔ
فرخنده بنیاد حیدرآباد تلمیذ جناب
مولوي حافظ سید محمد شمس الدین فیض رح استاد
محو حیرت طلسم تقریر تها هر فقره پر پهڑک
جاتا تها کیا بیان بی نظیر تها چونکه محض بی مایه تها
کوشش باطل بر نقش تصویر هوا پهر تا کچه بولنی کا
کیا پایه تها حضور ممدوح کی سحر بیانی سنا کیا دریائی
شفقت جوش مین آیا اس شوریده سر سی خطاب
فرمایا که اس داستان نادر زمانه سحر کی فسانه
کو عبارت مقفی و مسجع لکهکر تصویر بنا دي اپنی
الغرض دو برد کهادی جلد تالیف کرنی خدام شریف کر کمینه نی

نادانی محض کا اظهار کیا اپنی بی مایگی دیکهکر انکار
کیا لیکن مقبول نهوا کچه حصول نهوا ناچار الامر
فوق الادب سمجهکر دامن بکمر بستم و آستین
بر باغذ شکستم تهوڑي هي مدت مین یه فسانه تیار
هوا اگرچه از معانی غریب تها لیکن کرم بازار
هواسی چونکه فسانه محجوب هی + نام اسکا
طلسم حیرت هی + ارباب فضل و
کمال اگر اسکو ملاحظه فرمائین محنت پر آفرین
کهین عیب کو چهپائین سعدی شنیدم که
در روز امید و بیم + بدان را به نیکان ببخشد کریم
تو نیز ار بدي بيني اندر سخن + بخلق جهان آفرین کار کن

راویان شیرین کلام و محرران خوش قلام اس
داستان حیرت افزا کو ایسہ قرطاس پر یون تحریر
فرماتے ہین اور زبان مذرت بیان سے یون
تقریر فرماتے ہین کہ ایطلی شہر کا ایک شہزادہ
بدر عالم نام رشک ماہ تمام شہر جرمن کے عجائب
خانمین سیر کو گیا تہا مدت سے اوسکا شہرہ
سنتا تہا وہان بہت تماشا مجمع کثیر پایا از بسکہ جم
غفیر نظر آیا یہہ پہونچا دیکہا کہ ایک نازنین غیرت
نہایت حسین و خوبصورت بقول حسین + برس
پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادو
ون + کرسی ناز پر جلوہ فرما ہے مصروف تماشا ہے
شہزادہ دیکہتے ہی عاشق ہوا اوسکی محبت مین صادق
ہوا آخرکار اوسکا قریب جا کر کہنے لگا آپکا مسکن و ماوا
کونسا ہے اور گہر سے قدم باہر رکہنے کا سبب کیا ہے
نام کیا پکارا جاتا ہے اگر فرمائی تو آپکا کیا جاتا ہے اوسنے
مسکرا کر کہا کہ نام تو ماہ منیر وطن ملک رشک
کشمیر متصل کوہ قاف ہے جسکی سرزمین مثل آئینہ
شفاف ہے وہان جو رہتے ہین اوسے لیاب لذیذ
کہتے ہین ہم بہی اوسی شہر رشک جنان قریب
بستان کی رہنے والی ہین جہان ایک سے ایک دلدار
طرحدار رنگیلی ہین نرالی ہین میرا باپ ملک التجار
ہے جسکا شہرہ دیار بدیار ہے اچہے اچہے پوستین

شق سمو وفا قدم لاتا ہی ایک ملک سے دوسری ملک
کو لیجاتا ہی میرا بہی اِس شہر مین باپکے ساتھہ آنیکا
اتفاق ہوا اِس عجائب خانیکی کہلنی کی خبر سنکر
دل بہت مشتاق ہوا ضرور یہان آنا تہا منظور
دل بہلانا تہا فرودگاہ گل باغ ہی اگرچہ وہانکا
باغبان نہایت بدماغ ہی مگر بقول آتش + تنو تاڑ
سے بلند کری باغبان توکیا + ہمت کے آگے پست ہے
دیوار باغ کے + یہہ سب باتین اوس محبوب کے
زبان شیرین بیان سے سنکر عشق کا تیر شہزادہ
کے دلمین دوسار ہوا خدنگ نگاہ سینہ کے پار ہوا
چہرہ کا رنگ فق ہوا کلیجہ شق ہوا کسیکا مطلع
یاد آیا جیسا خستہ زبان پر لایا + مطلع + جلایا کہر عدو
کا اور نہ کاخ آسمان پہونکا + مجہی جلکی ہی جسکے
تو نے اي سوز نہان پہونکا + یہہ سنتی ہی اوس
نازنین کے دلمین بہی عشق نے گہر کیا اوسکی آہ سرد
نے اثر کیا یہہ بہی اوسکی شیدا ہوئی دل سے مبتلا
ہوئی نائرہ عشق بہڑکا سوز نہان چہپ نسکا بے
اختیار شہزادہ سے کہا کہ اگر آپ میری باپ سے
ملنے کی آرزو رکہتے ہین تو چلیے وہ بہی اِس جلسہ مین
موجود ہین ملیے شاہزادہ نے کہا ان شاء اللہ تعالے
تمہاری فرودگاہ تک چلونگا ضرور بصد سرور
اگر ملونگا اِس عرصہ مین ایک ہرکارہ آیا ایک لفافہ

لایا شاہزادہ کے ہاتہمین دیا چلا گیا یہہ اوس خط
کے پڑہنی مین مشغول ہوا پہر قصہ مختصر کو طول ہوا
وہ ماہ پیکر اپنی باپ کے ساتہہ گاڑیمین سوار ہوکر
روانہ ہوئی گویا تیر عشق کا نشانہ ہوئی مخلص بہی
عجائبخانہ کے برسم ہو خلقت کی بہیڑ کم ہوئی
جب اوسنے خط کے پڑہنے سے فرغت پائی
یار کی یاد آئی گہبرا کے چار سو نگاہ کی بے وجود
محبوب ایک آہ کی بے اختیار دل وگار تہک
آنکہونسی جاری بہر آہ و زاری یہہ غزل
پڑہنے لگا + مولف + کچھہ اوس بت سے وفا نے کیا
کیا جو کیا سو خدا نے کیا + مرض بڑہ گیا گھٹ گیا جسم زار

اثر یہہ تمہاری دوا نے کیا + بت سنگدل تجھسے کیا ہی گلہ
تیرے دلکو پتہر خدا نے کیا + فلک کے بہی ہونے لگے ہین ستم
ستم یہہ تمہارے جفا نے کیا + نہ پہونچا اوس گل کو میری خبر
چمن مین غضب کیا صبا نے کیا + تیرا دل کبہی موم ہوتا نہین
تجہے سخت کیسا خدا نے کیا + رہائی تب غم سے ممکن نہین
گرفتار زلف دوتا نے کیا + ملایا میری خاک کو خاکمین
فنا آپکی نقش پا نے کیا + نہ آیا کبہی ہاتہہ زرین قبا
مجہے خاک اوس کیمیا نے کیا + میری پائمالی یہہ حیران خلق
مجہے آئینہ نقش پا نے کیا + شب غم تہا کو غنچہ زور فوق
مرا غم غم دلربا نے کیا + پہر کہنے لگا کہ اس چرخ
ستمگار دور دوار نے کیسا تفرقہ ڈالا کہ ہماری

مجبوب نے ادہر ہمکو چہوڑا اودہر آپ سدہارا افسوس گہڑی کو جیب سے نکالا وقت دیکہنے لگا جب اوسمین
صد افسوس پاؤ گہنٹہ بہی اوس سے باہم نہ ملی اور غنچۂ ساڑہی آٹہہ نظر آئی تب کہا کہ افسوس اب آدہا
دل طرفین نہ کِہلے کچہ دلونکی کہنے کو نہو سکی ایک بات بہی گہنٹہ ریل جانیکا باقی رہا نہ اب عزم فرودگاہ یار
مطلب کی روبرو نہو سکی + بقول آتش + بیانِ حالتِ ہو سکتا ہی نہ والد کے بلانے پر انکار ہو سکتا ہی عجیب
دل پیشِ یار ہو نہ سکا + زبان لبی نہ دمِ عرض مدعا اوٹہی واردات ہی کیا نادر بات ہے + ع + گویم مشکل وگرنہ
کہ والد کا خط اس نمط با مضامین اشتیاق آگین آیا ہے گویم مشکل + مطلع + مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
مجہے بلایا ہے تحریر ہی کہ مجہے ایک مہم درپیش آئی ہے وگر دم درکشم ترسم کہ مغزِ استخوان سوزد + پہر مضطربانہ بے
والی بحر چین سی لڑائی ہی تمہاری جو سن میں ہوئے اختیارانہ کہنے لگا + اشعار + دل تڑپتا رہ گیا
سے کمال ملال ہی نہایت طبیعت نڈہال ہی تمہاری کیا ہر با جانا رہا + ای فلک افسوس جینے کا مزا جاتا
ملنی کی تمنا ہی اوس طرف سیر اجی لگا ہی خدا را رہا + چہا گیا اندہیرا آنکہوں میں یہہ کیسا دن دی
جلد آؤ دیدار اپنا دکہاؤ یہہ پڑہکر شاہزادہ + ہا نمیں کیا لعل شب فروز تہا جاتا رہا + دل

تڑپتا ہی جگر پھڑکتا ہی دست و پا ہین سست +
دفعتاً صبرِ و شکیب و ہوش کیا جاتا رہا + پہر یہہ غزل
پڑھکر دلکو سمجھانے لگا اور ہی لطف تازہ اوٹھانے
لگا + مولف + کچھہ غم نہین اگر نہ گلِ یاسمن ملے
اک تو ملی تو سیکڑون مجھکو چمن ملی + اي
فوق کسطرح وہ بہ انجمن ملی + جبتک نہ
خاک مین یہہ سپہر کہن ملی + یوسف کیطرح چاہیے
اوسکو عزیز تر + پردیسمین جو کوئی غریب الوطن
ملی + وحشت سے اپنا غنچہ دل باغ باغ ہے
گلشن ملی ملی نہ ملی کوئی بن ملی + لیتا نہین ہے
یوسف و لیلی کا نام کوئی + اب تذکرہ ہی اونکا
جہان مرد و زن ملی + زنبور روز ہجر ہی عقرب
شبِ فراق + افسوس راتدن یہہ نئی غم نشتر
ملی + ہون وہ شہید پنجۂ رنگین لحد مین
بہی + درزِ حنا کے بہی مین دردِ کفن ملی +
سنہہ پر کبہی سوالِ حسد پہر نہ لائیگا + حاسد کو
اک جواب جو دندان شکن ملی + کیا جانے قدر پہر
کوئی موزون کلام کے + شاعر جو فوق ہو
اوسسے لطفِ سخن ملی + پہر دلِ بیتاب کو
تسکین و تسلّی دی اور یہہ بات دلمین سوچی کہ
جب میری والدہ چین کے سمندر پر جا بیٹہنگے
مجہی اپنا قایم مقام فرمائینگے میدان خالی پاؤنگا

دیار یار میں جاؤنگا اپنے محبوب سے حسب نشانہی
اوسکی ملونگا اگر کشش دل صادق ہی اور طالع موافق
ہی تو چہرۂ امید کو آئینہ مراد میں دیکہونگا + مولف
کہینچ لیتی ہی کہینچ لیتی ہی + کشش حسن یار پہلو میں
یہہ کہا عجائب خانہ سے باہر آیا بعد عرصۂ متفرقہ
کے جو ریل کے جرس سے ایٹلی کو جاتے تہے اوسمیں
سوار ہوا اپنے ملک میں جا پہونچا شرف ملازمت
سے باپ کے ادائی شکر کیا سر جہکا کر عرض کرنے
لگا کہ فدوی بعد ایک مدت دراز کے قدمبوسی حضور
سی مشرف ہوا آپکی ملازمت کا حاصل ہونا اللہ تعالے
کی عنایات ہی آجکا روز روز عید اور شب

شب برات ہے وقصہ مختصر خوشی کے مارے دونو پہولگئی
رنج مفارقت ہو گئے باہم بہت اختلاط و محبت سے رہنی لگے
اور بجان و دل اخلاص و الفت سے رہنے لگے بعد
چند روز کے روز موعود جب آپہونچا تب بیٹی
سے ملکر بہت رویا اور کہا کہ اب روانہ ہوتا ہوں
تیر سفر کا نشانہ ہوتا ہوں یہہ کہا چلا گیا
پہر شہزادہ کو وہی تڑپ وہی بیقراری وہی
آہ وہی زاری شروع ہوئی + نکلنا شہزادہ کا
اپنے شہر سے بتلاش جانان اور آوارۂ دشت
بیابان ہو کر پہونچنا ایک پہاڑ پر بخرابی بے پایان و
دیکہنا ایک درخت طلسم نادر کا اور ملنا ملکہ ماہ پیکر جانزاد خواہ کا

محرران حال خستہ تن و مصیبت زدگان آوارہ وطن نہ کہیں ہرن نہ چکاری شہزادہ بدر عالم یہہ دیکھکر
مضمون رنج و محن صفحہ کاغذ پر یون تحریر کرتے ہین کہ شہزادہ اوسوقت سخت گھبرایا نہایت کر بیٹھہ گیا چلنے سے باز آیا
بدر عالم جسوقت تلاشی محبوب ہوا کچھ زاد راہ لے لیا اپنی بیکسی پر خوب روکر یہہ شعر زبان پر لایا + شعر
نوکرون چاکرون کو وہین چھوڑ دیا یہہ کہتا ہوا چل نکلا + حسرت پہ اوس مسافر بیکس کے روئیے + جو تھک گیا
بقول آتش + سر شمع سان کٹائیے پر دم نہ ماریے بیٹھہ کے منزل کے سامنے + اور کبھی یہہ غزل پڑھتا
منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریے + تنہائی ہی غریبی مولف غزل + نہیں ہر کوئی گردیوانہ اوس طفل
ہی صحرائی خار ہی کون آشنائی حال ہی کسکو پکاری برہمن کا + گلی کا ہار ہی کیون رشتہ زنار گردن کا
غرض چلتے چلتے ایک صحرائے لق و دق مین گذر خدایا تو نکہبان اوس بت کافر بن ٹھن کے کا +
ہوا گویا سفر صورت سقر ہوا دلکو اندیشہ ضرر ہوا جا بجا جبین صاف آتی ہی نظر ماتھا میرا ٹھنکا + ہی
خوف و خطر ہوا وہ جنگل ایسا مہیب و خوفناک دلکی آئینہ مین عشق جب سے اک فرنگن کا + گمان
عجیب کہ جسمین انسان کا کیا ذکر پرندہ پر نماری ہو کام عالم ملک حلب پر ہو گیا ہی ملک لندن کا + کہین

نہ ملک زلیت وہ غازہ کر لندن + پہر کیا سینہ ادس سے نہ تحت و فوق ہو جائیں کہیں اے فوق + سپر آپ

صف شر کان کے پلٹن کا + دل ناداں جو لڑکا ہے ذکر قامت ہے قیامت اونکے جوبن کا + اور دہان کی

دبستان تعشقین + مزاج اصلاح پر آتا نہیں اس کا یہہ عالم تہا کہ ماری سردیکی ناکہیں دم تہا برف نے

طفل کو دن کا + گلا گہونٹا مجای عشق کے ہاتو نسے زمین کو ہمسر آسمان بنایا تہا سردی سے

ڈرتا ہوں + گریبان گیر ہے دست جنون صحرا کے دانت بجتے تہے گویا کرۂ زمہریر اوتر آیا تہا

دامن کا + رولایا مجہکو الفت نے ہنسایا مجہکو نفرت نے شہزادہ اوس ہوا سرد میں ہر دم ٹہنڈی سانس

بہلا ہو دوست کا تیری برا ہو میری دشمن کا + بہرتا تہا یہہ شعر پڑہتا تہا + مولف +

کمر کے جستجو میں جا نکا ڈر ہی خدا حافظ + عدم کے راستہ گیا آہ سرد کا میری بازار گرم ہی + جاڑہ بہی منہہ

مین ہی مجہکو خوف راہزن کا + بدی کو بس میں نیکی پا چہپا کے جو دیکہا اکڑ گیا + غرض اوس سرد میں

ہی اور نیکی کو نیکی زیب + میں اپنے دوست کا یہہ حال شاہزادہ جہان پناہ تہا ہر دم لب پر

ہوں دوست اور دشمن ہوں دشمن کا + نہ وبالا نعرۂ آہ تہا نکچہ زاد راہ جو اوسکو خرچ میں لا کے لگی نہ کوئی

اوسکا وہان رہبر جو راہ بتای اس مصیبت مین
فقط رہبر حقیقی کے سہارے پر چلا جاتا تہا نہ ڈرتا تہا
نہ گہبراتا تہا ناگاہ ایکروز اوسکا کسی پہاڑ پر گذر ہوا
زیادہ تر پریشان و مضطر ہوا وہان برودت
ازحد تہی سردی کی کثرت لاتعد تہی قدم نہ اوٹھہ
سکا درہ کوہ مین پناہ لی طرح طرح کے مصیبت
اور بیکسی اپنی دیکہی بیساختہ آہ کی اور زار زار رو کر
یہہ غزل پڑہی + مولف غزل + اعلیٰ کی جگہہ
تکتے ہین اسفل کبہی دن سی + اشراف بہی پہرتے
ہین ارزل کبہی دن سی + کہتا ہی جنون آ ارزو قطع
جل کبہی دن + سنسان پڑا رہتا ہی جنگل کبہی
دن سے + منہہ پر سے سرکتا نہین انچل کبہی
دن سے + چہپایا رخ مہر پہ بادل کبہی دن سے
وہان زلف کہلی شور اوٹہا بیٹہی ہین یہان ہم +
پیشانی پہ کو رگڑی ہوی صندل کبہی دن سے +
نایاب گلستان جہان مین ہی بر وصل + ملتا نہین
اس باغ مین یہہ پہل کبہی دن سے + فردای
قیامت نظر آتا ہی وہ کل آج + مجہسے جو کہا کرتے ہین
کل کل کبہی دن سے + دشمن ہر اک سے
ہوا مریخ فلک بہی + ہوتا ہی وہان پیر کا مشکل کبہی
دن سے + کیا زلف کے سرکار مین اندہیری رہی +
دیوانے ہوی زلف مسلسل کبہی دن سے + دل

دل درد ہوا دم نہ کہین دم مین ہوا ہو + کوٹھی پہ اڑانے
ہین وہ نکل گئی دن سے + جو تشنہ دیدار ہین ہم
بحر جہان مین + آنکھونکی بہار کہتی ہین جہا گل گئی دن
سے + اک رشک فرنگن کا جو محبوس ہوا ہون
لندن مین ہوا کرتی ہی کونسل گئی دن سے + چہپا تہا
نگر ا مین جنون دشت نوردی + پانو سے بیڑی ہی پاؤن
ہوئی شل گئی دن سے + اک میری تڑپتی ہے
تڑپتی ہین ہزارون + آباد میری دم سے ہی مقتل
گئی دن سے + کیا بات ہی کس عاشق ابرو کا ہوا
قتل + قاتل تیری تلوار مین ہی بل گئی دن سے
ہرگز نہین ہوتا نہین ہوتا + عقدہ دہن

یار کا یہان حل گئی دن سے + رکھا ہون چراغ سحری سامنے
نام شب وصل + آخر گئی شب سے ہی یہ اول گئی دن
ای فوق زمانیکی دورنگی سے ہون واقف + ہی
پیش نظر دیدۂ احول گئی دن سے + بعد اسکے
کیا سنتا ہی کہ ایک دردناک آواز سراپا مار گانے
کی اور بہی آتی ہی دلکو بے اختیار کہینچ لیئے جاتی ہے
اس نے اوس آواز پر کان لگایا ازبس لطف اوٹھایا وہ
غزل یہہ تہی + مولف + کسکو سنائین دل کا فسانہ
نیا نیا + خلقت نئی نئی ہی زمانہ نیا نیا + ہین اپنی
کے رنگ سے دلمین جگر مین داغ + دولت نئی نئی ہے
خزانہ نیا نیا + ان نوخطونکی کیا مین کہون داستان

لکھوں + حیلے نئی نئی بہانہ نیا نیا + جب آتے ہیں مُوہ
ایک نیا راگ گاتے ہیں + مطرب وہی نئی ہی ترانہ
نیا نیا + ای فوق مجھکو آتش غم نے بہلس دیا + سوز عشق
نئی نئی ہی زبانہ نیا نیا + جب اُس جگا دلین کہنے لگا
کہ یا الٰہی اِس دشتِ پرخطر مین وحوش و طیور کا گذر
محال انسانکی تو کیا مجال یہہ جو آواز گانیکی آتی ہے
دلکو کہیچ لیتی ہے جان گہبراتی ہے نہین معلوم کوئی
جن ہے یا پری یا کوئی حور بہشتی یہہ آواز دردمند
دلکی سینۂ کس مصیبت زدہ آفت رسیدہ کی ہے
کہ جسکے سُننے سے مرغِ روح قفسِ سینہ مین ٹہرکتا
ہے اور شعلۂ جذبِ عشق بہڑکتا ہے یہ آواز بلند یہہ

کہا کہ اے بندۂ خدا وائی درد کے مبتلا مین بہی تجھسا
ہی دردمند ہون دام الفتمین پابند ہون لِلّٰہ جلد اپنے
حال زار سے آگاہ کر کہ تو کون کیا ہے اس دشت وحشت افزا
مین کیونکر گرم داوبلا ہے آواز آئی کہ اے مرد فرشتہ
خصال وائی شخص شیرین مقال چھہ مہینے سے یہان
قید ہون اپنی رہائی سے محض نا امید ہون
بحمد اللہ کہ آج انسانکی آواز پائی میری جانمین
جان آئی + بقول ناسخ + مردکو جلاتی ہی تیری
نازکی آواز + اعجاز کا اعجاز ہی آواز کی آواز +
سُن اور دیکھ جو درخت سبز تیری روبرو پر از
گل و برگ و بار ہی حقیقت مین بدتر از خس و خار ہی وہ

درخت طاؤس ہے اگر تو اوسے کمر سے قلم کرے عجب تماشا
ہی سحر کا ڈھکوسلا ہی آواز کے سنتے ہی شاہزادہ
بہت متحیر ہوا کہنے لگا کہ خداوندا یہہ آواز کیسی اور کون
کہنے والا ہے کسنے اِس صحرای لق و دق مین اِسکو
لا کر ڈالا ہی اور اِسے کسنے قید کیا ہوگا اور کون
اُسکا بانی جفا ہوگا اگر اپنے ہاتھہ سے کسی مظلوم
کی رہائی ہو سکے تو ای دل اوسمین کمی نکر اور
اِس درخت کے کاٹنے مین ہرگز ہرگز کاہلی نکر یہہ
کہکر اوٹھہ کھڑا ہوا اور کمر سے تلوار نکال اوس درخت
کو کاٹنا کاٹتے ہی کیا دیکھتا ہی کہ زنجیر آہنی سے ایک
پری سر و بند پا ہی اور زار زار رو رہی ہی شاہزادہ
نے اوس زنجیر کو ہی کاٹ ڈالا اوس پریکو قید
سخت سے نکالا اوسنے شکریہ بہت ادا کیا اور یہہ
فقرہ کہا ای شخص مین تیری ازحد ممنون احسان
ہون سو جان سے تجہہ پر قربان ہون بطفیل تیری میری
رہائی ہوئی گویا آئینہ تقدیر سے صفائی ہوئی
شاہزادہ نے کہا یہہ آپ کیا فرماتی ہین ایسی الفاظ
کیون زبانپر لاتی ہین یہہ فقط یاوری طالع حضور سے ہے
وگرنہ میرا کیا مقدور ہی جو مین کسی پر احسان کر سکتا
امان چاہون مگر یہہ تو فرمائیے کہ آپکا نام کیا ہی اور
اِس قید و مصیبت مین رہنے کا کام کیا ہی کون
آپکو اِس سنسان جنگل مین لایا اور کسنے اِس قید

مصیبت مین پہنسایا اوسنے کہا کہ میرا نام شمع حسن مشہور
ہی شہرہ میرا نزدیک و دور ہے ایک میری چچازاد ہمشیرہ ہے
جسکا نام ملکہ ماہ منیر ہے ہمیشہ اوسکا باپ طلبان
انسانی ملک آدم زاد مین بطریق سیر سوداگری کرتا ہے
اسمین اپنی اوقات بسر کرتا ہے اور ملکہ ماہ منیر بہی کبہی
باپکے رفاقتمین رہا کرتی ہی کاہی کاہی مجہسے بہی ملا کرتی
ہی سلیمان مین بہی اوسکے ملنے کے لیے اپنی شہر سے
اوسکے شہر کو جاتی تہی نہین معلوم کہ بلائی ناگہانی
کدہر سے آتی تہی اتفاقاً راہ مین ایک دیو ستمگار بدکردار
مجہے پکڑکر یہان لے آیا اور اس قید مصیبت مین پہنسایا
مین چھہ مہینے سے اس بلا کے پھندے مین تہی اور

اسی گور کے بند مین تہی کہ تو نے اگر آج مجھکو چہڑایا
اوس مردود سے بچایا وہ دیو ستمگار زمانہ جو
ہمیشہ تین بجے دنکو آتا ہی اور میوہ جات انواع و اقسام
کے لاکر مجہی کہلاتا ہے آج بہی وہ اپنی حسب عادت آئیگا اور
کہلائیگا اگر تمکو خیریت منظور ہے یہان سے جلد جل
نکلنا ضرور ہے شاہزادہ نے کہا کہ تو پری ہی جلد یہان سے
اوڑ جائیگی اوس موذی کے پنجہ سے اپنی جان چھوڑا لیگی
مگر مین انسان کسطرح جلد چلون اگر رہون تو کیونکر لڑون
یہہ سنکر اوس پری نے ایک رومال اپنے جیب سے نکالا اور
کہا کہ اس رومال کو بچہا اسپر کہڑا ہوجا اور یہہ بیت دل مین
کہ ای خدا شمع حسن کے گہر پہونچا یہہ کہکر وہ غائب..

ہوئی اوڑ گئی شاہزادہ نے ویسا ہی کیا ایک طرفۃ العین
مین اپنے کو شمع حسن کے مکانمین دیکہا وہ پری کہ
جسکو اوس پہاڑ پر دیکہا تہا نظر آئی پری بہی بچشم و
اوسکو دیکہکر آئی اور بڑی خاطر سے ایک مکان خاصمین
اوسکو مہمان کیا محسن سمجھکر دعوت و مدارات کا سامان کیا
بعد چند روز کے جب ماندگی سفر کی اوسکے چہرہ سے
رفع ہوئی اور کسلمندی مزاج بالکلیہ دفع ہوئی تب اوس پری
نے اپنی ماباپ سے جاکر کہا کہ جس شخص کے سبب سے میرا آپسے
ملنا ہوا اور جسنے مجھکو اوس دیو پلید کے قید سے نجات
دی اور رہائی بخشی اوسکو مین لائی ہون تمکو دکہایا
چاہتی ہون وہ یہہ سنتے ہی بصد بشاشت اوسکے ہمراہ
ہوئی جب اوسکے روبرو پہونچی تو بہت سے اوسکی شکر
گذاری کی بڑی خاطرداری کی اور کہا کہ تیری ہی بطفیل
اِس لڑکے کی صورت نظر آئی اور ہماری دلونکی مراد بر آئے
دگرنہ ہمکو اِس سے ملنا بہت دشوار تہا ایسا کون رفیق
دیار تہا اور ایسا کون شفیق و غمخوار تہا جو اوس پلید
شدید سی چہوڑاتا اور ہمسے لاکر ملاتا اگرچہ ہم بادشاہ
نزہت آباد مین ہمارے پاس لاکہون دیوزاد ہین مگر وہ دیو
بہت مشہور جادوگر ہے بڑا ساحر ہی کسیکو اوسکے
مقابلے کی تاب نہین اوسکا ہمسر نہین جواب
نہین تمہاری اِسطرح کی ہمّت و جُرأت پر ہزار آفرین کہ
کوئی تمسا دی جُرأت آج تک ہمنے دیکہا نہین بلکہ سنا

نہین حسن مین بہی تم ایسے خوبصورت خدا کی قدرت
مولف شعر + سو مین ہزار لاکہین اک تجہکو چن لیا
تو کل ہی منتخب چمن انتخاب کا + کیا شان الٰہی ہے
کیا قدرت نامتناہی ہے کہ انسان بہی ذی کمال صاحب
جمال اللہ تعالی نے حور و پری سے بہی زیادہ تر خوبصورت
نیک سیرت پیدا کئے جہانکی کمالات دئے + بقول بادشاہ
ظفر شعر + بنایا ای ظفر خالق نے کب انسان سے بہتر +
ملک کو دیو کو جن کو پریکو حور و غلمان کو + یہہ کہکر کہا
کہ بیٹا آج سے تم میری اس لڑکی سے بڑہکر فرزند
دلبند ہو شاہزادہ نے عرض کیا کہ ای بادشاہ انجم سپاہ
یہہ سب اگرچہ بچشم انصاف فرماتے ہین مگر عین نظر الطاف

فرماتے مین یہہ جو کچہ کہ آپنے فرمایا عین حسن اخلاق
جناب وگرنہ اس عاجز کا کیا شمار و کیا حساب غرض
مان باپ نے یہہ سنکر تمام حال مین اوّلہ و آخرہ استفسار
و استمداد کیا اور کہا کہ یہہ موسم بہار نوجوانی
اور یہہ صرصر خزان ناگہانی + مولف شعر +
کس شمع رو سے باغ جوانی مین لو لگی + گل ہو گیا
چراغ نسیم بہار کا + چہرے سے فرشتہ ہی نمایان
ہے عالی خاندانی انکی عیان ہے دلکا کیا مقصود
مراد ہی ہر دم کسکی یاد ہی صاف رخسارون سے ظاہر ہوتا ہے
بے کہے ہر ایک ماہر ہوتا ہے + مولف شعر + عشق
چہپتا ہی نہین کوئی چہپائی کیا اسے + راز دل

ای فوق پنہان تہا سو پیدا ہو گیا ۔ شاہزادہ نے
کہا کہ آج سے آپ نے مجہی سلسلۂ فرزندیمین منسلک فرمایا
اور استفسار حال بہی اس خاکسار کا کیا اب مجہکو بہی
لازم ہی کہ راز مخفی دل آپ سے نہ چہپاؤن اور تمام سرگذشت
اپنے کہہ سناؤن یہہ کہکر بولا کہ ملکۂ ماہ منیر جو ایکی ا.. تک
پہنچی ہے وہ میری جان ہے اور ہزار دل سے یہہ جان قربان
ہے اگرچہ آپ مدد فرماتی ہین اور اوسکی باپ سے
ملاتے ہین تو جانمین جان آتی ہے دلکی ہوس نکلجاتی
ہے وگرنہ یہہ دریائے چشم یک قطرۂ طوفان
اشک سے ابل جائیگا اور یہہ دل بیتاب مثل سیماب تڑپ
تڑپ کر مانند زہرۂ آب پگہل جائیگا پہر دل آپ کا
بہت پچتائیگا مگر بجز حسرت و افسوس کیا ہاتہہ آئیگا ۔
شاہزادہ نے جب تمام حقیقت ابتدا سے انتہا تک نہ چہپایے
کیفیت اول سے آخر تک کہہ سنائی بادشاہ نے
کہا بیٹا دلکو تسکین دو پریشانی کو دور کرو کسی سے نڈر رو
خاطر جمع رکہو کہ وہ رب العالمین جامع المتفرقین
ہے اوسکی قدرت سے کیا بعید ہے وہی خالق
ہاس و امید ہے انشاء اللہ تعالے کوئی روز ایسا بہی
آئیگا کہ تمکو اور اوسکو ملائیگا یہہ کہکر ایک پاؤن زمین پر مارا
کہ سعاً ایک دیو ظاہر ہوا بادشاہ نے اوسکو کہا
کہ اسیوقت خجستہ نگر مین جا اور شاہ فنفیانوس کو
یہہ میرا نامہ پہونچا اوسکی پے اور بیٹی کو بہی دیکہہ آ

یہہ سُنتے ہی نامہ لیکر دیو اودہر غایب ہوا اور بادشاہ
نے دلاسا دیا اور کہا کہ بیٹا تم اپنے خاطر جمع رکہو اور تشویش کو
دور کرو کیونکہ تمہاری بہن کے گم ہو جانے سے ہمنے چند روز
سے آمد و رفت پرستان کی موقوف کی ہے اور راہ
و رسم اقرباؤں سے ترک کر دی ہے اسلیئے کسیکو
کسیکی حال کی مطلق خبر نہیں طرفین سے قاصد
نہیں کوئی نامہ بر نہیں مولف شعر وہ نہیں لکھتے
تو ہم بہی لکھہ نہیں سکتے او نہیں + بند کیبی خطِ
قیامین کے ترسیل ہے + مگر اب وہ لوک پیری دیو
کے زبانی سنکر شمع حسن کے دیکہنے کو آینگے اور خوشی منائنگے
اوسوقت کوئی صورت نکل آئیگی تمہاری اوسکی ملاقات کی

ہو جائیگی جانا دیو کا خجستہ نگر میں بتلاش ملکۂ ماہ منیر اور دیکہنا اسکو سیہ پوش و دلگیر دریافت کرنا سبب سیہ پوشی و ملال کا اور واپس آنا بے نیل مرام اوس نیز بال کا

راویان خبر وحشت اثر اسطرح بیان فرماتے ہیں احوال غم نمون
سناتے ہیں کہ دیو خجستہ نگر میں پہونچا تمام
شہر کو سیہ پوش پایا کسیکو خاموش کسیکو سر گرم
خروش پایا ہر ایک سے حال سیہ پوشیکا دریافت کرنے لگا
اسی اودہیڑ بن میں چار سو تشفکر پہرنے لگا کسینے کہا
کہ یہہ نکاح جو بادشاہ قیقیانوس ہے اوسکی ایک بیٹی

تھی کہ آج ڈیڑھ مہینے کا عرصہ ہوا کہ ایک دیو جادوگر اوڑھا لیگیا اور یہان سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ایک مکانِ طلسم بنایا ہے اوسمین اوس شہزادیکو قید کیا ہی اوس مکانکا کچھ عجب رنگ ہے کہ جسکے درک ماہیت مین خود دراکہ دنگ ہے اوسمین جو شخص جاتا ہی پہلے اک آواز مہیب ہوتی ہے جان و دلکی ہوش کہوتی ہے پہر وہ شہزادی روبرو آتی ہے بلکہ قریب تر ہوجاتی ہے جب یہہ شخص اوسطرف گذرتا ہے اوسکے پکڑنے کا ارادہ کرتا ہے وہ کہتی ہی کہ ای شخص تو کیا برگشتہ تقدیر ہے کیون اجل تیری دامنگیر ہے چل یہان سے کافور ہو ایسے خیال محال سے دور ہو میرا ہاتھ آنا بہت مشکل ہے ناحق جان دینے پر تیرا دل ہے بے دہڑک قضا آیگی سفتمین تیری جان جائیگی یہہ وہ دیو ستمگار بدکردار ہے کہ جسنے میری بیچاری بہین شمع حُسن دختر بادشاہ زینت آباد کو کوہ قاف مین قید کیا تہا اور شاہزادہ اپٹلی کہ میرا عاشق زار ایک نگاہ کا گہایل میری تلاش مین مجنون وار سرگردان تہا رہ نورد بیابان تہا اتفاقاً اودہر جا نکلا بعد پرسش سرگذشت میری رعایت سے باری تعالے کے عنایت سے اوسے قید گران سے نجات دی چونکہ وقت موعود پر وہ دیو ملعون اوس پری کے پاس آتا تہا اپنا اختلاط جتاتا تہا اوسدن حسب معمول جو آیا اوسے نپایا سخت گہبرایا جہنجلایا تلاشین

خاک چھانی علم نجوم سے آخر کو یہہ بات پہچانی کہ شاہزادہ
ایٹلی عاشق ملکہ ماہ منیر نے یہہ جرأت کی ہے قید مصیبت سے
رہائی دی ہے سخت غرّا آیا نہایت جہنجہلایا اور قسم حضرت
سلیمانؑ کی کہائی کہ اوسکے معشوق کو لاکر قید کرونگا اوسکو
ناشاد کرونگا جب وہ اوسکی چہوڑانیکی لئے یہان آئیگا ہ
جوہر دی اپنی دکہلائیگا تب اوسکو پکڑکر اوسکے
سینے کو چاک کرونگا کمال سختی سے ہلاک کرونگا یہہ
سنکر شہزادی زار زار مثل ابر نوبہار روتی ہے
بہت بیقرار ہوتی ہے اور یہہ کہتی ہے کہ وہ بیچارہ
مصیبت کا مارا اپنے وطن سے آوارہ ہوکر سیری
تلاشمین ملک و دولت کو چہوڑکر سرگردان وادی
عشق ہوکر کسی وزادہر نکل آئیگا یہان اگر اپنی جان
گنوائیگا مجھکو بہی یہہ معاملہ بد نظر آئیگا نہین معلوم
اوسدم میرا کیا حال ہوجائیگا افسوس ہزار افسوس
اس زندگی پر لعنت ہے بے یار جینا قیامت ہے کاش اوسکے
ساتہہ ہی مجہی بہی قتل کرڈالے تو بہتر ہے ورنہ بے یار
زندگی بدتر ہے **مولف غزل** جب وہ

اپنے پاس نہین تمنا جی نہین + جینے کی آرزو
مجہی ای زندگی نہین + تیغ ستم مین رحم کے صورت
ذری نہین + ابروئی کجہادمین کچہ راستی نہین
بیمار عشق کا تو مسیحا کبہی نہین + اچہے کا آستانہ ہے
بری کا کوئی نہین + ای مہروش بجوانی ا

ہے دہوپ دوپہر کی ڈہلی گی ڈہلی نہین + اِس
شش جہت کے شکلین ششدر ہون دیکہکر + آئینہ خانہ
کب تیری بارہ دری تہین + اقرار وصل پر نکرای
خوق اعتبار + اونکی زبان پر کبہی ہان ہی کبہی نہین
یہہ غزل پڑہتی ہی شکل تصویر ساکت ہو جاتی ہی
صورت آئینہ حیرت ہو جاتی ہے وہ شخص اوسکے باتونپر
دیہان نکرکے اوسکی رہائی چاہتا ہے حق دوستی ادا
کرنے نحیت نبہاتا ہے تو وہ بے جسم ہوکر غائب ہو جاتی
ہے پہر کچہہ اور ہی صورت نظر آتی ہے یعنی اوس جگہ پر
ہی دیو جادوگر بشکل مہیب نمود ہوتا ہے بصورت
نزد ہوتا ہے اوس شخص کو کہ جو اوسکی رہائی کے
لیئے کوشش کرتا ہے لیکن غائب ہو جاتا ہے پہر نظر نہین آتا ہے
حاصل کلام ای شخص آجتنک صدہا نوکرون چاکرون
نے شاہزادی کے چہوڑانیکی لیئے کوشش کیئے جان گنوائے
کتنون نے مصیبت اوٹہائے مگر دریائے سعی سے کسیکو دُر
مقصد ہاتہہ نہ آیا نخل آرزو سے ثمر مراد نپایا ناچار
اب مجبور ہوکے کوشش سے باز آئی دور ہوئے
اسی سبب سے یہانکا بادشاہ اور تمام شہر سیہ پوش ہے
اپنے اپنے غم مین ہر ایک بیہوش ہے جب دیو نے
یہہ کلام وحشت انجام ربانی اوس باشندہ خجستہ نگر کے
سُنا اپنی تضیع محنت اور شاہزادہ کی نامرادی پر
سر دُہنا اولٹے پاؤن اپنے بادشاہ کے دربار مین آیا +

مجوبانہ سر جھکا کر زبان پر لایا ای جہان پناہ اوس شاہزادہ
کی خبر ایسی وحشت اثر ہی کلیجہ منہہ کو آتا ہی ٹکڑی ٹکڑی
جگر ہی جسکی سننے سی ابھی تک اس نابکار کے جسم پر رونگٹا
کھڑا ہوا ہی اور تمام شہر معہ پادشاہزادہ سیہ پوش بنا ہوا ہی پادشاہ نے سنکر
کہا کہ خیر تو ہی جلد بیان کر تسکین دل ناتوان کر غرض دیو نے
جو کچھ اوس شخص کی زبانی سنا تھا من وعن کہہ سنایا
پادشاہ نے بعزت تمام اوس دیو کو ہمراہ لیکر اوس مکان میں
جہاں اپنی بیٹی اور وہ شاہزادہ بیٹھا تھا آیا اور کہا کہ بیٹا
بیٹے آج ایسی خبر پر از بیم و خطر سنی کہ جسکے بیان میں
میری زبان قاصر ہی جو دیو بھیجا گیا تھا وہ حاضر ہی
یہہ کہا اور دیو کی طرف اشارہ کیا دیو نے مفصل حال
وہاں کا جو دیکھا سنا تھا شاہزادہ کے روبرو عرض کیا
شاہزادہ نے یہہ سنکر ایک آہ سرد پر درد کھینچی اور کہا
کہ ای بخت تو اس غمزدہ کو اجازت ہو رخصت ہو اگر جیتا رہونگا
پہر آکر آپ کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف ہونگا
پادشاہ نے کہا کہ بیٹا اس بہار نوجوانی میں طائر دل کو اوس
بلا کی پہندی سے نکال اور اپنی جانکو ورطۂ ہلاکت میں نہ ڈال
اس بحر ناپید اکنار سے خوف کر در گذر تو نے نہیں سنا
امانت نے کیا کہا **امانت** یہہ وہ دریا ہے کہ جسکی نہیں
ساحل کا پتا + یہہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ ہیں جسپر صدہا
یہہ وہ طوفان ہی کہ ڈالی تہ گرداب بلا + یہہ وہ قطرہ ہے
کہ اک ٹھین بنے سیل فنا + یہہ وہ ہی موج کہ خنجر کے

رونے دکھلائی + یہہ وہ ہی گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلائے
یہہ وہ چاہ کہ اس چاہ پہ پیاسا جو گیا + آب خنجر سے نہ ترا
یہہ خشک گلا + یہہ وہ ندی ہی کہ نالے کری لب تشنہ رہے
یہہ وہ چشمہ ہے کہ ہو خاک پئے آب بقا + کسنے ترنے ہوے
اوس موج کے مارنا دیکھی + آشنا نے سدا کو کناری دیکھی
غرض جس شخص نے دریائے عشق مین قدم مارا از دمان اٹھتا یک
یہہ ہوجاتا کہ یادِ فنا نے نقش شدّاد کے فنا کرکے اوڑا دیا تو
دیدہ دانستہ اس امر محال مین کیون کد و کوشش کرتا ہے
اور کیلیے اوسکا دم بھرتا ہے شہزادہ نے کہا ای بادشاہ آپ کا
فرمان عین صواب ملکہ لاجواب لیکن یہہ ننگ خاندان اپنے
اپنی وطن کو چھوڑا اور عزیز و اقربا سے منہہ موڑا اوس

یار دلدار کے وادی عشق مین رہبری پر اوس سیر حقیقی کے جویان و پویان و روان و دوان و حیران یہان تک آیا اور آپکی عنایت سے سب طرح کی آرام و آسایش کا لطف اوٹھایا مگر اپنے محبوب کے قید ہونے کی خبر سنکر یہان بیٹھا جاؤن آرام پاؤن غیرت قبول نہین کرتی جیا دامنگیر ہے مجھکو چین نہین جب تک وہ دلربا اسیر ہے جانیکی سوا کام نہین بغیر گئے آرام نہین نہین تو لوک کہین گے کہ یہہ شخص فقط عشق کا حارص فاسق ہے عاشق نہین کاذب ہے صادق نہین چونکہ بعد از خرابی بسیار آسایش میسر آئی اور پس از تکالیف بیشمار صورت رحت نظر آئی تو

بیٹھ گیا اور معشوق کو بسبب اپنے آرام کے قید شدید مین
چھوڑ دیا یہہ ہرگز نہوگا کہ وہ قید سخت کے ایذا مین وہان
گرفتار رہے یا دل زار اسکا بار رہے اور مین یہان آرام سے
بیٹھہ ہون اور آسودگی مین اپنی گذارون اگر آپ چاہیتا تو
کیا گہر کی دولت چین کرنے کے لیئے کافی نہتی اور سیر کرنے کے
لیئے اپنے شہر مین کیا دل لگی نہتی جو مین دل لگاتا اور
چین کرتا بادشاہ نے خیال کیا کہ اب یہہ شاہزادہ کسیکے
روکے نرکیگا نصیحت و پند و قید و بند سے آدم نا بندم
عشق کے بیمارنے بغیر وصال یار صحت نہین پائی اور
آسودگی کے حلاوت نہ اوٹھائی یہہ کہکر اپنی بیٹی سے کہا
کہ بیٹا یہہ اپنا محسن ہے اگرچہ بہت کم سن ہے مگر اسکے

احسان کے بدلے تم اور ہم جان تک بہی کہو دین تو
روا ہے بلکہ بجا ہی یہہ کہکر ایک انگشتری سلیمانی اپنے صندوقچہ
سے نکالی شہزادہ کو دی اور چند بال بہی اپنے
دی اور اسنے لیئے پہر کہا کہ جب کوئی مصیبت تمپر وارد
ہو تو ان بالونکو ڈبیا سے نکالکر تہوڑی دیر ہوا دو الغرض
مین تمہاری پاس پہونچ جاؤنگی کیسی ہی مشکل ہو
کام آونگا اور یہہ بہی کہا کہ اگر تجہسے ہوسکے تو یہہ بہی کرنا
کہ یہانسے پندرہ دن کی راہ پر ایک کوہ نرسنکوہ ہے
اوسپر ایک بزرگ دین کمال صاحب جمال رہتے ہین ہمیشہ یاد
الہی مین جنکے آستانہ بیٹھے ہین چند روز اونکے پاس جاکر رہو
اور خدمت کرو اگر وہ تمپر نظر الطاف مہربانی فرماکر اس

اس مشکل میں کد کریں اور مدد کریں تو یہہ کام تمہارا سب
تمام نکلیگا اور جسوقت تم اون بزرگ کے پاس جاؤ اپنی صورت
دکھاؤ انگشتری پہنکے جانا میری یہہ نصیحت عمل میں لانا
اسکی برکت سے اون بزرگ کا دل تمہاری طرف متوجہ
ہوگا اگر خدا چاہے تو وہ تمہاری مدد پر آمادہ ہو جائینگے
اور تمام مقصد تمہاری بر آئینگے یہہ کہکر شہزادہ کو اجازت
دیکر رخصت کیئے اور کہا لو میں تمہیں حافظ حقیقی کو
سونپا **شعر** سفر رفتنت مبارک باد + بسلامت
روی و باز آئی + **مصرعہ** ترا سوئی ضامن ترا
اللہ والی ہے **جانا شاہزادہ کا کوہ**
تشکوہ پر اور شرفیاب ہونا اون
بزرگ سے پہونچنا خجستہ نگر میں
اونکی کرامات سے فتحیاب
ہونا اوس جادوگر پر اونہیں بزرگ
کے عنایات سے ملنا ملکہ ماہ نیز
اور اوسکے والدین نیک فرجام
سے شادی ہونا اوسکی بڑی
دہوم دہام سے حاکیان شیرین زبان
و قصہ گویان خوش بیان اس داستان غمگین کو بہار
انبساط و راحت یوں بیان کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ
نزہت آباد سے نکلا جانب صحرا چلا بقول
میر حسن نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ سنگل کی لی

نکل شہر سے راہ جنگل کی لی + اور یہہ غزل پڑہتا ہوا چلا

غزل مؤلف

روئے درویش پر جو تو نے زلف پریشان
چہوڑ دی + دیر بند و چہوڑے کعبہ مسلمان چہوڑ دی
کیا زمانہ پہر گیا اک عالم تنہائی ہے + الامان وہ وقت ہے
انسا کو انسان چہوڑ دی + جان جانیکی گلی ہے
کوچہ اوس سفاک کا + ای دل نادان شوق کوئی
جان چہوڑ دی + نافذا کوچہ ہے کوچہ یار کا مانع نہو
راہ اپنی لے ہماری راہ دربان چہوڑ دے + تیری کوچہ مین
اگر آجائی ای رشک جنان + جنت فردوس کا
مذکور رضوان چہوڑ دے + خاکمین رلتی ہین تیرے
چال سے طاؤس و کبک + باغ کا جانا تو ای سرو
خرامان چہوڑ دی + ماہ تابان کی نظر لگی ٹیکی ہے
بدنظر + راتکو باہر نکلنا ای میری جان چہوڑ دی
فوق عاشق اوس مسیحا کا ہون جسکے ہجر مین +
جا بدل دل چہوڑ دی اور جسم کو جان چہوڑ دی +

بعد طے منازل و قطع مراحل جس کوہ پرشکوہ کا پتا شاہ بختیا نو سنے دیا تہا جا پہونچا اور نشانیان اوس سرزمین کے دیکہکر جان بیجا مین جان آئی گویا از سر نو زندگی پائی جلد جلد اوس پہاڑ پر چڑہ گیا جہان وہ بزرگ نیک سیرت خضر صورت انزوا گزین تہے جا پہونچا دیکہا کہ وہ درویش سفید ریش عمامہ سبز سر پر رکہے عبا جنائی در بر بوریائے بے ریا پر تشریف فرما ہین اور

شغل اشغال مین مشغول تھے یہان شاہزادہ دیکھکر ڈرا دلمین
اندیشہ کیا اگر کچھ عرض کرون تو مبادا اشغال مین خلل آئے
مزاج برہم ہو جائے نہین معلوم تاکی باتمین کیا ہو شاید
کسی غضب کا سامنا ہو مارے غصہ کے اگر وہ خفا ہو جائین
پھر مدعا دل کبھی بر آئین بدلمین نفع کے اندیشہ ضرر ہے
بلکہ دلکو جانیکا خطرہ ہے غرض اون بزرگ کی یہہ عادت تھی کہ
ہمیشہ عبادت الٰہی مین مشغول رہا کرتے تھی مگر تین روز کے
بعد کچھ افطار بہی کیا کرتے تھے جب روز افطار آتا تو اشغال
کو موقوف رکھکر زیر کوہ اوترتے اور وہان ایک چشمہ تہا جسمین
تہا کہ اوسپر بیٹھکر وضو کرتے اسی اثنا مین غیب سے
ایک خوان نعمت اونکے لیئے آیا اونہون نے تناول فرمایا
پھر اشغال مین وہ مشغول رہے پھر یاد الٰہی مین وہ مشغول
رہے جسدن وہ شاہزادہ وہان پہونچا تہا
اوسی دن وہ بزرگ بہی افطار سے فارغ ہو کر شغلمین
مشغول ہو چکے تہے بزم عبادت مین مشمول ہو چکے
تہے غرض شہزادہ نے بنظر ادب کچھ نہ کہا تین روز تک
اونکے روبرو کہڑا رہا جب اون پیر روشن ضمیر پر مدعائے
دلی و مقاصد باطنی شہزادہ عالیجناب والا خطاب
ظاہر ہوئی خوب حقیقت ما فی الضمیر سے ماہر ہوئے
تین روز کے بعد جب وقت افطار آپہونچا مصلّے کو اولٹ
کر شہزادہ کیطرف ملاحظہ کیا اور فرمایا کہ بابا ہم تیری دلکی
حال سے بخوبی آگاہ ہین اب مدعا تیری روبراہ ہین

انشاء اللہ تعالی جو تمہارے ہاتھہ سے ہوا ہے میں کبھی
نکرینگے اگرچہ مقدمہ دراز ہو کوتاہی نکرینگی یہہ کہکر اپنے
قلمدان سے چند فتیلے نکالی شاہزادہ کو دی اور فرمایا کہ جب
تجھکو کچھہ مہم درپیش ہو تو ان میں سے ایک نکال کر روشن
کرنا اور باقی باحتیاط سنبھال کر رکھنا جس وقت فتیلہ روشن
ہوگا اوس وقت ایک آواز ہوگی بمجرد آواز کے تو مجھی دیکھیگا اور
مقصد کو پایگا یہہ کہکر کہا کہ بابا اب جاؤ اور رخصت ہو
اللہ خدا تعالی سے رکھو مجھی اتنی فرصت نہیں جو
تمہارے طرف متوجہ ہوں اور باتیں کرتا رہوں شہزادہ
قدمبوس ہوکر عرض کرنے لگا کہ مجھمیں اتنی طاقت
کہان ہے جو راہ چل سکونگا اس بعد مسافت کو طی کرکے
نکل سکونگا لیکن رہبری جناب سے ہزار امید ہے ایک یہہ
بھی عرض پذیر ہو تو کیا بعید ہے یہی دلکا مدعا ہے اور یہی
جی کی تمنا ہے بے رنج سفر کھنچے نکر پہونچ جاؤں اپنا مدعا پاؤں
اون بزرگ نے ہنسکر کہا کہ اچھا آنکھہ بند کرلے دُرِ مراد اپنے
دامنِ آرزو میں بھر لے اوسنے بموجب ارشاد آنکھہ بند کرلے [illegible]
اون بزرگ نے پھر آواز دی کہ آنکھہ کھول دے اور تماشا
دیکھہ لے شاہزادہ آنکھہ کھولکر کیا دیکھتا ہے نہ وہ کوہ
نہ وہ بزرگ پرشکوہ بجای اوسکے ایک شہر آباد
خوش سواد چارسو اک عالم ہے ہرسو مجمع بنی آدم
شاہزادہ دیکھکر بہت متحیر ہوا کہنے لگا کہ ابھی میں
کہان تھا اور کہان آیا غرض وہاں کے باشندہ سے

اِستدراک کیا اور پوچھا کہ اِس شہر کا نام کیا ہے اور کون
یہاں کا فرمانروا ہے اوسنے کہا اِس شہر کا نام خجستہ نگر ہے ہر شخص
یہاں ذی ہنر ہے جب یہہ نام فرحت انجام سنا ماری خوشی کے
یہہ حال ہوا کہ چہرۂ زعفرانی رشکِ لعلِ بدخشان بنا اور یہ بیت
پڑھنے لگا **بیت** الحمد للہ ٹھکانے لگی محنت میری +
طی ہوئے آج کل منزلیں مسافت میری + یہہ پڑھکر شاہزادۂ
پری پیکر بلند اختر ماری خوشی کے بیہوش ہوا اور زمین
پر گر پڑا خلقت کا ہجوم ہوا جس سے کل ملک کو معلوم ہوا
عالم میں نام ہوا شہرۂ خاص و عام ہوا خبر زبانی ملکہ ماہ منیر
کے سننے کے سبب سے تمام اہالیان شہر کو پہلی ہی سے آگہی
تھی جسنے جو سنی تھی دیکھلی وہ خبر یہہ تھی کہ ایک بیچارہ

شاہزادی کے عشق کا مارا عاشقِ صادق بہزار محبت و مشقت
اُفتان و خیزان عنقریب ہمارے شاہزادی کا مبتلا ہو کر ضرور
بالضرور یہاں آئیگا اور اوسکے واسطے اپنی جان گنوائیگا
القصہ وہ شخص کہ جسنے نام شہر کا بتایا تھا او دیکھ کر رونے لگا
اور کہا کہ آج شہزادی کا غم پھر تازہ ہوا رنج بے اندازہ
ہوا دوسروں سے کہنے لگا شاید وہی بیچارہ مصیبت
کا مارا عاشقِ ماہ منیر ہے حُسن میں بے نظیر ہے
کہ جسکے چہرے سے فرشتہ ہی نمایاں ہے یہہ کوئی شخص
عالی خاندان بیگمان ہے غرض اوس شخص کے کہنے سے
تمام شہر میں کہرام مچگیا پھر شہر ماتم سرا بنا رفتہ رفتہ
بادشاہ تک خبر پہونچی گویا کیفیت وحشت اثر پہونچی

بادشاہ نے سب ماجرا سنا اور اپنے مخبرین کو حکم کیا کہ تم جاؤ
اور اوسکو لے آؤ یہہ لوگ وہان نہ پہونچے تہے کہ وہ ہوشمند
آگر روانہ اوسطرف ہوگیا جسطرف اوسکا محبوب تہا
کسیکے روکے نہ رکا چلا گیا یہہ خبر خبرداروں نے بادشاہ
تک پہونچائی اور عرض کیا یہہ سنتے ہی بادشاہ نہایت غمگین ہوا
اور حکم دیا کہ ہرکاروں کی ڈاک اوسجگہ سے محلات
شاہی تک بٹہائین اور جو کچہ وہان گذرے آکر عرض کرین
سنائین اب وہانکا حال سنیے طرفین کے قیل و قال سنیے
کہ جسوقت وہ شاہزادہ اوسمکان طلسم مین داخل ہوا
اور یہہ تماشائے نادر دیکہا کہ مجسمہ داخل ہوتے اندر مکان کے ایک آواز
آئی بہت طبیعت گہبرائی پہر کیا دیکہتا ہی کہ وہی شاہزادی

اپنے روبرو کہڑی ہے اور غزل فراقیہ گا رہی ہے وہ غزل یہہ
ہی **مولف** ای فوق وہ گل کہ گلستان مین نہین ہے
ہم ہے گل مقصد میری دامان مین نہین ہے + گر زلف مین ہے
دل رخ جانان مین نہین ہے + ہندو مین نہین ہے جو مسلمان
مین نہین ہے + ہنس ہنسکے نمک زخم جگر پر جو چہڑکدین +
کیا اتنی ہنسی بہی لب خندان مین نہین ہے + تشبیہ ہی
نہ دو اس باغ جہان مین + کچہ پہل کا مزہ سیب زنخدان مین
نہین ہے + حلقہ سے مجہی زلف پریشان کے کر آزاد
محبوس کا دل خانۂ زندان مین نہین ہے + کیا پان مین سرخی ہے
لبون مین نہین سرخی + کیا لعل یمن مین ہے بدخشان مین نہین ہے
ہونے کو ہوا عشق تو قاتل سے ہوا فوق + دل دل مین نہین

جان میری جاتی نہیں ہے + شاہزادہ نے جب یہہ غزل سنی
جلد یہاں سے چلا جا ورنہ مفت میں مارا جائیگا جان اپنی گنوائیگا
بے اختیاری ہوا اور بیقراری ہو لپٹنا چاہا شوق سے
شاہزادہ نے کہا شعر نہیں ڈرنیکا میں گر ڈراتی ہے تو کیا
ملنا چاہا مگر وہ مکان طلسم فرا تھا سحر کا بنا تھا شاہزادے
مجکو + کہ جان پر کھیلنا ہی سہل رندلا ابالی کا +
تو کہان سے ہاتھہ لگتی مثل عکس اوسکے سامنے سے نہان
اتنا کہکر یہہ غزل گانے لگا اور سنانے لگا **مؤلف**
ہوئی کافور کی دہوان ہوئے شاہزادہ حیرت کا مبتلا
ہوتی ہے بہت زلف گلوگیر تمہاری + گہونٹے گی
سخت گھبرایا بے اختیار یہہ شعر زبان پر لایا **شعر** اگلے کو سیری زنجیر تمہاری + پڑھتا ہوں دم قتل یہی
نہیں ملتا تیری ناقہ کا پتا ای لیلے + جہان ماری تیر مجنون نے بیابان کتنے تکبیر تمہاری + گردن ہی ہماری یہ تہ شمشیر تمہاری +
پہر شاہزادی وہی غزل گاتی ہوئی روبرو آئی رو کر شاہزادہ
اب حضرت دل ختم ہے تدبیر تمہاری + تقدیر یہی
کو یہہ بات سنائی کہ یہہ مکان طلسم ہے ہرگز میں تیری ہاتہہ نہ آؤنگی
کہنے لگی تقدیر تمہاری + صورت کا میں دیوانہ ہون
تمام عمر رہائی نپاؤنگی افسوس ہزار افسوس اب تھوڑے عرصہ میں تیری
دکہلاتے صورت + کب تک مجہی بہلائیگی تصویر تمہارے
جان جائیگی پہر کبہہ صورت نظر نہ آئیگی مناسب ہے کہ تو
سو جان سے قربان ہون اک دن سے فقط کیا + تحریر یہ

ای کاتب تقدیر تمہاری + کہنچوا نہ کبھو آئینہ مین صورت
تصویر نہو صورت تصویر تمہاری + تم ہو نہ بے مہر جو آئینہ ہو لو
تائید یہ ہے گو فلک پیر تمہاری + نسطور سیہ پر لی جہانے ہو ناحق
کی یسنے بہلا کوئی تقصیر تمہاری + سلجہایا نہ کبھی گیسو کو شب وصل
اژدر نہ بنے زلف گرہ گیر تمہاری + کرتے تہے پہر آہ ابہی ہو گئے خاموش
ہے بند زبان کیون دم تقریر تمہارے + پہتر پڑی اس دیر پہ کعبہ کو
چلو **ذوق** + سنتا نہیں کوئی بت بے پیر تمہاری
اسکے پڑہتے ہی لب پر آہ آئی دوسری غزل سنائی

غزل مین وہ نہین ہون کہ تجہ بت سے دل میرا پہر جائے
پہر و نہین تجہے تو محب میرا خدا پہر جائے + یقین ہے کہ جدہر کو
وہ دلربا پہر جائے + مثال قبلہ نما دل وہین پہر جائے
آہی وہ نہ پہری جب کے غم مین مرتا ہون + بلا سے حلق پہ
کو خنجر جفا پہر جائے + بکہیر لوی جو زلفو نکو اپنے مکہڑی پر
تو کیا عجب ہے کہ آئی ہوئی گہٹا پہر جائی + یہہ پڑہکر شاہزادہ
کو درویش کا عمل یاد آیا دلکو سمجہایا کہ آزمایش کیجیے تماشا
دیکہیے یہہ سوچکر ایک فتیلہ جلایا اپنے تقدیر کو آزمایا معاً
ایک آواز مہیب ہوئی حالت عجیب ہوئی اون بزرگ کی صورت
دیکہی اللہ کی قدرت دیکہی روبرو تشریف لائی اوس بلا کے
آرٹے آئی شاہزادہ سے فرمایا یہہ کلمہ زبان پر آیا کہ مدتکے
بعد پہاڑ چہوڑنے کا اتفاق ہوا وقا تمین خلل پڑا تہا اسکا
آنا شاق ہوا لیکن قول مردان جاندارد خود ہی وعدہ
کیا تہا قول دیا تہا **سعدی** ہرگز از دست غیر نالہ کند

سعدی از دست خویشتن فریاد + اب اپنا
مطلب پایا مجھی فرصت قلیل سے قصہ سنائی شاہزادہ ہوت
ہو کر تسلیم بجا لایا یہہ شعر حافظ شیرازی سنایا حافظ
جام جہان نماست ضمیر منیر دوست + اظہار احتیاج
خود آنجا چہ حاجت است + تسلی دیکر شاہزادہ کو
سمجھایا اور فرمایا کہ بابا وہ دیو لعین آئیگا اپنے غرور کا
مزہ پائیگا یہہ کہا اور ایک حصار کھینچا اندرون حصار کا
سعہ شاہزادہ والا تبار دونوں باہم بیٹھ گئے دیو کے
آمد کے منتظر ہوئے دفعتاً وہ دیو ساحر بظاہر دیوانہ وار نمودار ہوا
حصار نظر آیا غصہ سے خون آنکھوں میں اوتر آیا اون بزرگ نے
دیکھتے ہی اسم اعظم شروع کیا شاہزادہ کو پیچھے چھپا لیا

دیو نے کہا کہ ای بڈھے بور ساحر تو میرے سحر سے آگاہ نہیں تجھے
مطلق اس میں راہ نہیں آجکی روز تمام پرستان میری
سحر سے ترسان ہے سارا کوہ قاف لرزان ہے کسیکو میرے
مقابلے کی تاب نہیں کوئی میرا ہمسر نہیں جواب نہیں
تیری ضعیفی پر مجھکو رحم آتا ہے اپنے ہاتھ دہان اژدر مین
جانا ہے اون بزرگ نے فرمایا کہ ای مردود دور ہو جلد یہاں سے
کافور ہو مجھی مارنیوالا جلانیوالا اور ہی تیری زندگی کا طور
بے طور ہے تجھہ مین اتنی طاقت کہان جو تو مجھکو مارے
اور آپ صحیح سلامت سدہارے یہہ سنکر اوس دیو نے ایک
گیند آتشین اون بزرگ پر پہینکا اسم اعظم کی
برکت سے وہ گیند بیرون حصار گرا اون بزرگ نے

۳۷۸۶

پھر کچھ پڑھنا شروع کیا فی الفور دیو پکار اوٹھا کہ ای بندۂ خدا
خداوے مقبول جناب باری کیون مجکو آپنے پکڑ رکھا ہے مین کسلیے مجہنی جلاتے
ہین لیکن میر دم نالا کیون آپنے مجکو باندہ ڈالا قید سے
نکل نہین سکتا ایک قدم آگے چل نہین سکتا اب آئندہ کو معاف کیجیے
بندہ قصور معاف کیجیے اس فعل شنیع سے باز آیا جو تقدیر مین تہا وہ
پایا عمل بد کی جزا ملی بدلے کا بدلہ ہوا مجرم کو سزا ملی اگرچہ
گنہگار ہون آپکے فضل کا امیدوار ہون جلد جان بخشی
کیجیے اس قید سخت سے رہائی دیجیے اون بزرگ نے فرمایا تو لائق
رہائی نہین ابھی کامل سزا پائی نہین تجھکو چھوڑونگا بلکہ جلا
خاک کرونگا یہہ کہکر ایک تعویذ نکالا آگ مین ڈالا جیون جیون
جلتا تہا دیو کا دم نکلتا تہا صدا دادو بیداد بفلک پہونچی

جل جل آواز گوش فلک تک پہونچی مگر بقول مشہور مشتی
کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد کچھ بہی سود نہوا
اوس لعین کے جلنے سے کون تہا کہ خورسند نہوا آخر کو جل
ہوا بکھیڑا پاک ہوا وہ مکانات طلسم ٹوٹے دلاوران روئی
زمین کے جھٹکے چھوٹے ساتھ اوسکے ایک آواز ہیبت انگیز نہایت
وحشت خیز ہوئی دروازہ گنبد طلسم شق ہوا شہزادہ کا
خوف سے رنگ فق ہوا مگر شاہ صاحب پشت پناہ تھے شاہزادہ
کے نیک خواہ تھے دروازہ سے شہزادی نمودار ہوئی ان
دونو کے طرف گرم رفتار ہوئی شاہ صاحب نے شاہزادی سے
ملایا دونوکو گلے لگایا فی امان اللہ کہکر نہان ہوئے نوردِ
صحرا بے نشان ہوئے ہرکارے تو لگی ہی تھے راستہ دیکھتی ہی تھے

شکست دیو کی خبر لائی حضور بادشاہ مین نوید فتح و ظفر لائے
شاہزادہ کی جرأت کی تعریف کیے شاہ صاحب کی کیفیت کہے بادشاہ
شاد ہوا ہر شخص سرگرم مبارکباد ہوا فوراً تخت طلب کیا
موجود سامان طرب کیا دیو تخت لائے افواج و لشکر حاضر آئے فوراً
تیار ہوا سرگرم رفتار ہوا یہان شاہزادہ ملکہ ماہ منیر کو
دیکہکر غش ہوا تہا بے اختیار گر پڑا تہا تیر عشق دونو طرف
دلونکے پار تہا ادہر چہیدا تہا اودہر دوسا تہا ملکہ ماہ منیر
گہبرائی شاہزادے کے سرہانے آئی آغوش مین لے لیا نرم دلی
سے رو دیا شاہزادہ چونکا پریکو سرپر دیکہا اتنے مین بادشاہ
قیقیانوس بہی آپہونچا مکان طلسم کے اندر گیا دور سے
شاہزادہ کو دیکہکر دوڑا بغلگیر ہوا تنا گر جرأت بے نظیر ہوا
تخت پر بٹہایا نہایت تجمل سے باکر و فر محل مین لایا سلامی کے
توپونکی شلک ہوئی گرد دیونکے کان کہڑی ہوئی آواز تا
فلک ہوئی دہوم مچادی نوبت بجادی نقارے بجنے لگے
بادل سے گرجنے لگے رقص و سرود کا اذن عام ہوا چار سو
عالم عالم سے شہر کا ازدہام ہوا محلمین صبح تک رتجگے ہونے لگے
ڈہیر دن سنتہنکے دونے لگے سہیلیان انائین انعام
مانگنے لگے ایک مہینے تک شادی مچاتے رہے تمام شہر
مین دہوم ہوئی خلق بہر تماشا ہجوم ہوئے مگر شاہزادہ
مضطرب الحال وصل کا طالب خمار شوق جانان آنکہون مین
چڑہا نہایت غالب بادشاہ بہی بعد عشرت و سرور بیگم سے
مشیر ہوا شادی کی تیاریمین سرگرم تدبیر ہوا شاہزادے کے

تعریف کے دلاوری کی توصیف کے بیگم سے فرمایا زبان پر لایا کہ نظر آئیگا اپنے خون سے نہائیگا بار اوری خاص سمجھی جائے
اسکے محنت و محبت کا احسان بے پایاں ہے چھپتا نہیں ہر طرح کی زیب و زینت دیے جائے وزیر آداب بجا لایا
عیاں ہی ہے اب مناسب ہے کہ ماہ منیر کا عقد اسی کے ساتھ کرنا چاہیے باہر آیا حسب ارشاد سامان کیا رشک جنان سارا پرستان
کچھ تو بار احسان سر سے اتارنا چاہیے بیگم نے سر جھکا کر اکیا شاہ و شہریار بلائے گئے ماتحتوں کو پروانے ہمسروں کو
پہلے غیر جنسی ہیں حضور کیا پھر ناچار منظور کیا بادشاہ آمد محبت نامے لکھوائے گئے عجب جھمکڑا ہوا کیا کہوں کیسا
ہوا وزرا کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے فرمان عالی کے منتظر ہوئے جلسا ہوا بعد اسکی مانجھی کا دن آیا شہزادہ کو وزیر
ارشاد ہوا کہ سامان نشاط تیار ہو سارا شہر رشک گلزار اپنے گھر لایا جوڑا پہنایا دوسری دن ساچق ہوئی تمام
ہو گلی کوچہ آراستہ ہو جائے کثافت شہر دور ہو جائے دولت شہر میں رونق ہوئے پھر برات کا روز آیا وہ وقت
سے رنگ محل تک دو رستہ بازار بنے ہر دوکان قطعہ دار دلفروز آیا وزیر نے عجب سامان کیا زمین کو رشک آسمان
بنے فرش مخمل بچھوایا جائے حوضوں میں گلاب اور کیوڑا بھروایا کیا اپنے مکان سے تا بدولت سرا خاص عجب اختتام
جائے آج سے اذن عام ہو قطعی اہتمام ہو کہ جو شخص مستفید بخشش ہو رہیگا ازدحام محفل کے فرش و فروش کی نگہبانی پسند

کیسی مُغرّق تہا بہاری تختِ زمرّدین بچھی تہا شامیانے
زربفت کے کہنچے نمگیرہ کی جہالر جہماجہم نور کا عالم شامیانہ
کا قبّہ گنبدِ گردون سے چار ہاتھ اونچا جسنے سر اُٹھا کر
دیکھا شملہ گرا اور ستارونکا کام عجب طرح کا جوبن نرالا
سرانجام شامیانہ کے چوب جیسے چار مینار کا منارہ
میخین سونے چاندی کے ایسے کہ صبح کا ستارہ ڈوریان کلابتونی
ایسے کہ سبحان اللہ ریشمی وہ کہ واہ واہ عجیب طرح کا زرام
پر جوبن صحنِ محفل رشکِ چمن خوب ہے تماشا نرالا جہمکڑا
ایسے بزم پری پیکر دیدنی نہ شنید ہے رات تو شبِ برات
صبح بیان صبحِ عید ہے چار سو حضّارِ مجلس کے پیراستے
ستارونکی زرنے سے چاندنے محفل کی رشکِ آسمان تھی انجم کو
اُون ستارونکی چمک سے رشکِ ماہ کے منہہ پر ہوائیان چھٹے
چھوٹین غضب مین جان تھی زمین آسمان سے بلکے
لیتی تھی چاندنی فرش کے چادرِ اطلسی گردون کو دورتش کا
جواب دیتی تھی فرشتون کے ہاتھون سے عقل کے طوطے
اوڑتی تھی حیران تھی حورین قصرِ جنّت سے متحیّرانہ
جہانکتے تھے کیا کہون نرالے سامان تھے پریونکے گانے
پر لکھنؤ کے گائین گوالیر کے گوّیّے کان پکڑتے تھے میان
تان سین سے جب سُر نہین اچلیا تہا سارنگی او بجھکے
سخت بگڑتے تھے جب تان لگاتے تھے شور نشور کے
دہوم مچاتے تھے اللہ ری سُریلی آواز او سیر کیسی کیسی نادر
ساز کیا کہون نرالے انداز جسپر ساری پریان کو ناز

روشنی کی عجب تیاری وہہار جہاڑ کنول بے شمار گلاسوں کی روشنی ہوئی کرہ خورشید سے زیادہ چمکتے ہوئے آئینہ بندی نرالی آج
خوبتر قندیلیں ایک سے ایک بڑھکر بخت خی ہزار در ہزار رنگ چشم فلک نے دیکھی نہ بہالی زمردی یاقوتی تیاریوں
عجیب لطف نہایت ہے بہار دولہ حسب دستور گہوڑی پر سوار عجب نگار پر آئینے رکھی دیکھنے والے کو حیرت ہو سکا یکا یک ملک کے بیچ میں
آتشبازی چہٹتی ہوئی آرایش لٹتی ہوئی بعد نصف شب موتیوں کا مسند زر مغرق لگا ہوا فرش حریر خلد بچہا ہوا
دولہن کے مکان پر پہونچی ظلمات طی کرکے چشمہ حیوان قدرت خدا نظر آتی چہت سے ٹلٹلکی لگ جاتی دیوار
پر پہونچی وہاں کا ٹھاٹ ہے نرالا ایک سے ایک چیز رنگ گیریاں ایسے کہ واہ واہ نور کی جہاڑ ٹکی سبحان اللہ
اعلے بارادری الماسی پر عجب بن پہولوں سے بنی فرید ہ کیا کہوں عجب لطف کا جلسہ چشم وگوش فلک نے دیکہا نہ سنا
صحن چمن شیشہ آلات بے شمار ایک سے ایک قطعدار دو دو سو بعد ادای رسوم شاہزادہ کو وہاں ٹہایا ناچ رنگ کا
بتی کے جہاڑ بلند ہیں مثل پہاڑ زمردیں قلاتو نیں نٹڈان وقت آیا پریان مجری کو آئیں پہلے حسب دستور
لنتر آویزاں جب چودہویں رات کا ماہ تاباں سر دیکہیاں مبارکباد گائیں پہر تو جلسہ شروع ہوگیا عجب رنگ کا تماشا
خوشرنگ کنول ولایتی پر عجب رنگ قمقمی جہالی لٹکتے ہوا صبح ہوتے ایک جن نہایت مسن قاضی بنکر آیا حسب شرع

گواہ وغیرہ بنائی پہری خرمونکے خوان آئی کئی لاکھ روپئی قاضی صاحب کے
شکرانیکو منگائی حسب معمول پرستان نکاح ہوا کئی اقلیم کا
خراج مہر بندہا جسدم انجمن عقد نے تارونکے چہاؤنمین اسطرح کا
ٹہاٹ جمایا قاضی صاحب شرع پناہ نے سبکو خطبہ دعائیہ سنایا
آواز بلند مبارک باد دی نوید جشن وصال عروس و داماد
دی ہاتھہ اوٹہا کر بدرگاہ حضرت قاضی الحاجات طالب دعا
ہوئی یوں ملتجی ببارگاہ جناب کبریا ہوئے کہ اے جامع المتفرقین
و اے رب العالمین اے اشک مال عشاقان گم کردہ خانمان
سیہ روز و اے رام کن بتان کعبہ انداز کلیسا سوز جب تک
سپہر درخشان ضیا بخش ماہ منیر سے مدبر عالم زینت افزای
چرخ پیر ہے کواکب سے چادر نیلی فلک پر جوبن سے ہے

بلبل و گل چمن میں نغمہ پرداز و خندہ زن ہیں ان دونو نوخیز
گلزار خوبی و نونہال چمن محبوبی کو چشم بد سے محفوظ رکہنا محبت
و اخلاص سے محفوظ رکہنا چشم انجم اس انجمن قران
السعدین پر سان طبق بادام نثار رہو وے آپ سرسبز و شاداب
یہہ باغ تازہ بہار رہو چشم فلک اگر حسد سے دیکہی آنکہہ
مین موتیا بند ہو کور ہو کمبخت حاسد کو تختہ تابوت ہو دوست
شاد رہیں دشمن برباد رہیں بقول سرور نہ خار کہائے زمین
کمبخت خود دشمن ہو سرور + دوستونکو گل و گلزار مبارک ہو وے
آمین یا رب العالمین یہہ سنتے ہی حضار مجلس نے تہ دل سے
غلغلہ آمین مچایا قاضی صاحب کو بادشاہ کے طرف سے
رخصتی ہار ہوا بہاری جوڑا پہنایا سب پریان یکبارگی

مبارک باد مین یہہ غزل مؤلف گانے لگے ڈومنیان دہوم مچانے لگے

غزل

شادی جلوہ نوشاہ مبارک ہووے

شوکت و مرتبت و جاہ مبارک ہووے + بزم عالم کو مبارک رہے یہہ ماہ منیر

وصلت مشتری و ماہ مبارک ہووے + برج عشرت مین جو یہہ شمس و قمر ہین روشن

یہہ خوشی راتدن ای شاہ مبارک ہووے + دوستونکو ہو خوشی راتدن اس محفل کی

دشمنوکو الم و آہ مبارک ہووے + شستریاتوین ہردم رہے ای زہرہ جبین

ہر برس ہر گہڑی ہر ماہ مبارک ہووے + گا رہین ہر محفل یہی ارباب نشاط

دولہن اس دولہا ہمراہ مبارک ہووے + سرپہ قایم رہین نواب وقارالامرا

یہہ خوشی ہردم و ہر ماہ مبارک ہووے + تم سلامت رہو نوا سکندر اقبال

دولت و رتبہ و جاہ مبارک ہووے + تاج ہو رنگ ہو اقبال کو دایم ہو عروج

یہہ دعا **فوق** کی دلخواہ مبارک ہووے

مبارک سلامت کا شور ہوا انعام والونکا زور ہوا پہر نوشہ محلمین بلایا گیا آرسی مصحف دکہایا گیا سب رسمین کیے گیے دولہ کو گالیان دیے گئے رخصت کا وقت سرپر آیا بیٹی کے مان کا کلیجہ بہر آیا ڈولہی گائی گئی سواری ڈیوڑہی پر لگائی گئی محلمین کہرام مچا ماتم عام مچا اپنا بیگانہ رونے لگا ہر شخص جان کہونے لگا ملکہ ماہ منیر کا یہہ کہ اشتیاق وصلت ہوا مین چہپا جو مان باپ کے غم جدائی کا دفور بہر حال فرقت تین بجے دنکے سوار رخصت ہوے دولہن والونے پردے چہپائی دولہ کو فرحت ہوئی دو گہڑی دن رہے مکان پر آیا دولہن کو بیاہ لایا اوسقدر دنکی دم شماری نہایت بیقراری ہردم گہڑی دیکہتا خبر منگاتا نہایت تلملاتا آخر

کو آفتاب نے سنہری کہائی سفر میں صورت چہپائی مہتاب نے چہرہ
حل آیا عالم کو چمکایا شاہزادہ اندر گیا خلوت میں وہ رشک قمر گیا
وصل کا رشک ہوا عجب رنگ ہوا جانبین سے حجاب نہ تہا شاہزادہ
نہایت بیتاب تہا آخر کو کامیاب ہوا اسوقت میں فیحیا وہ گردون
جناب ہوا حبیب بے حجاب ہوئیں وصل سے کامیاب یان
ہوئیں نیند سے مخمور ہو گئے دونو لپٹ کر سو گئے صبح کو شاہزادہ
وصل جانان سے شادان نہایت بشاش و فرحان ہوئی
حمام آیا چلا گیا برج شرف میں وہ ماہ تمام چلا بعد فراغ غسل

اعانت یون نہا دہو کے وہ حمام سے باہر نکلا +
آتشی برج سے گویا مہ انور نکلا + پہر سلام حضور
شاہ میں آیا سر جہکائی آداب گاہ میں آیا پادشاہزادہ نے
خلعت فاخرہ نے عطا کیا پہر چوتہی کے رسمو کو ادا کیا شاہزادہ نہایت
مسرور جانان سے نزدیک وطن سے دور بسر کرنے لگا خوشی
و خورمی شام و سحر کرنے لگا آخر کو وطن یاد آیا نا گاہ ماں باپ کے
فراق نے اس نامرہ شوق کو بہڑکایا ملکہ ماہ منیر سے مشورہ لیا
اپنا قصہ بیان کیا اوسنے اپنی رضامندی کا اظہار کیا
ہرگز نہ انکار کیا بادشاہ سے رخصت کا طلبگار ہوا ماں باپ کی
جدائی سے بیقرار ہوا ناچار اوسنے اجازت دی پہر آنے کے
وعدہ پر رخصت دی اوسی دن سے سامان سفر تیار ہونے
لگا جس جس کو فراق کا غم تہا رونے لگا ہزارون تخت
پریزادون کے موجود ہوا ایک چشم زدن میں لاکہون دیو موجود
ہوئی نہایت شکوہ شان کا سامان ہوا رخصت کے لئے تمام مجمع

پرستان ہوا تاریخ نیک مختصر ہوئی عجب کیفیت سفر ہوئی بادشاہ سے ملا آنکہونکو ٹہنڈک کلیجے کو سرور ہوا غم دل سے دور ہوا ملکہ
کو کمال ملال تہا غم نہایت سے نڈہال تہا شاہزادہ کو وقت ماہ منیر کو اوترا یا تخت زرین پر جلوہ فرمایا نذرین گذرین نوبتین بجین
رخصت گلی لگایا امام ضامن کے ضامنی مین دیکر تخت پر عجب بہشت ہوئی بزم عیش و عشرت ہوئے سبکا دل مسرور ہوا داستان
بٹہایا دیونکو حکم ہوا تخت اوڑ چلا آنا فانا مین اپنے بابکو پہونچی ختم کرنا ضرور ہوا ہان ای **فوق**
شہر مین داخل ہوا کمال سرور دل ہوا وہ سیرگاہ ہمہ تن شوق عنان سمند خامہ روک تا چند یہہ تیز زبانی ٹک نوک کلک یہہ
شہر مین آئے شہر والون نے جب یہہ خبر سنی تماشائی ہو نکلے جہوک کہان تک لن ترانی دکہلائیگا تا کجا گرم تازی کریگا
ہجوم ہوا مجمع عموم ہوا شاہزادہ بدر عالم کے باپ کو دوڑائیگا قصہ تمام کر سعی اپنا نام کر سب ارباب سخن واہ وا
خبر ہوئی پہلے تو حالت بتر ہوئی دلکو تہام لیا صبر سے کرتے ہین بڑے بڑے تیرا دم بہرتے ہین طوالت بار
کام لیا رہ نسکا باہر کے طرف لپکا ادہر شاہزادہ بہی دیکہتے ہو جائیگی سننے والونکی طبیعت گہبرا گئی طول بنقال سامعین
ہی تخت سے کودا باپ کے پاؤن پر گرا بادشاہ نے چہاتی سے لگایا کو گران نہو تیری محنت رایگان نہو دعا کر کہ الہی احباب
پیار کیا لاکہون روپے نثار کیا بعد اوسکے اندر محل لیگیا مان کو اسیطرح ذکر شاہ تخلص کو بامراد کر خصوص حضرت ممدوح دام اقبالہ کا شکر

عمر و اقبال تابان رہے حسد سے خاک بسر دشمنان رہے

وہ سلامت رہے ہزار برس * ہر برس کے

ہو دن پچاس ہزار * **تمام شد**

معلوم ہووے کہ اس فصاحت بیانی و طلاقت

زبانی و تیز طبعی و شعلہ مزاجی پر عبدالحمید فوق کے

اکثر ہمجلیس اور ہمچشم انکی ایک ایک تاریخ موزون

کی تھی چونکہ بوجوہات چند در چند مطبع کو نہایت

کم فرصتی تھی اسلیئے ان تاریخون کو مرکھہ چھوڑنا لازم

پڑا اور اسی ایک تاریخ پر مولف کے اکتفا کیا گیا

قطعہ تاریخ مولف

منبع فضل و عطا و بخشش + شاہ جم جاہ سکندر سوکت

چرخ پر نیّر اقبال اوسکا + ہی درخشان بکمال رفعت

ہوا تالیف یہہ قصّہ فوق + حسب ارشاد ولی نعمت

جلوہ گر اس سے ہے آئینۂ سال

نام بختا ہے طلسم حیرت

۱۲ ۹۴

کتاب فسانۂ بدر عالم و ملکہ ماہ منیر از دست

محمد دلاور بتاریخ غرہ

محرم الحرام سنہ ۱۲۹۴

یکہزار و دو صد و نود و چہار

ہجری بانجام رسید